استاذ العلماء
حضرت مولانا

عطا محمد چشتی گولڑوی کُنڈوی رحمۃ اللہ علیہ

کے احوال و آثار پر اولین کتاب

تذکرۂ عطاء



تاثر و تقریظ

پیرِ طریقت حضرت علامہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی

سجادہ نشین: خانقاہ عالیہ شاہ والا شریف خوشاب

(اظہارِ محبت و عقیدت بہ اندازِ فقیرانہ)

نادیدہ شخصیات کے احوال و آثار پر لکھنا دشوار اور خبر پر مبنی ہوتا ہے لیکن ایسی ہستیاں جن کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملے ان کی زیارت اور صحبت کے لمحات نصیب ہوں ان کے متعلق کچھ کہنا اور لکھنا نہ صرف آسان اور یقینی ہوتا ہے بلکہ وہ مشاہدہ کی بنا پر اطمینان اور شرح صدر کے ساتھ ان کے حیات و حالات کو حیطۂ تحریر میں لایا جاتا ہے اسی لیے کہتے ہیں علم کا سب سے قوی ترین ذریعہ مشاہدہ ہے۔ حضرت علامہ مولانا عطا محمد گولڑوی چشتی کونڈوی نور اللہ مرقدہ کو انتہائی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا بلاشبہ وہ ایک جید علام دین، درسِ نظامی کے مسلّم اور مشہور مدرس، شعلہ بیان خطیب اور ایک کامیاب مفتی تھے۔ ان کی عمر عزیز کے قیمتی اوقات عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ، حق مذہب کی نشر و اشاعت، عقائد باطلہ کی تردید اور اصلاح احوال اور اُمت مسلمہ کی فکری، علمہ اور دینی رہنمائی میں صرف ہوئے۔ وہ ایک عالم نبیل وہ خلوص و للّٰہیت کا پیکرِ جمیل اور الفت و محبت کا مرقع جلیل تھے۔ خداوند ذوالجلال نے ان کو خوبیوں، لاتعداد اوصافِ جمیلہ اور اَن گنت خصائلِ حمیدہ کا مجموعہ بنایا تھا۔

وہ ہمارے استاد بھائی ہی نہیں بکہ اچھے دوست اور گویا حقیقی بھائی تھے۔ فیاض، کرم فرماتے تھے۔ ہمارے والد گرامی حضرت خواجہ فقیر سلطان علی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر اور ان کی ملاقاتوں کا حسین تذکرہ ہر موقع پر ان کی زبان سے جاری رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو اعلیٰ علیین میں بلند درجہ عطا فرمائے ان کی اولاد اور ان کی مسجد عظیم دینی مدرسہ جو ان کی خوبصورت یادگاریں ہیں آباد و شادر کھے۔

ایں دعا از من داز جملہ جہاں آمین باد

منظوم خراجِ عقیدت بعنوان

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس کا فقیر

وہ کاروانِ علم کا راہبر و امیر تھا
وہ ترجمانِ دین تھا وہ حق کا اک سفیر تھا
بہارِ گلشن بیان، وقار منبر نبی ﷺ
خطیبِ دلپذیر تھا، مقررِ شہیر تھا
خدا نے دی تھی دسترس اسے فنونِ درس پر
وہ مختلف علوم کا معلمِ کبیر تھا
نہ ما و زر کی تھی طلب، نہ شہرتوں سے غرض تھی
وہ پیکر خلوص تھا وفا میں بے نظیر تھا
ھو الرفیق والصدیق ولیئقُ بالعطا

ھو الکریم و الحلیم کالحریر باصفا
زمرکزِ علم دین و بندیال فیض یاب
بزود رفت از جہان سوئے خُلد عبیرھا
نہ خوفِ شاہِ و میر تھا نڈر تھا با ضمیر تھا
وہ مصطفی ﷺ کی بارگاہِ اقدس کا فقیر تھا

تقریظ و دلپذیر

حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری

صدر شعبہ فارسی: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حضرت استاذ العلماء والفضلا مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی کُنڈوی رحمۃ اللہ علیہ اسلاف کی عظیم یاد گار اور دین متین کے سچّے مجاہد و مدرس تھے انہوں نے اپنی زندگی کو تبلیغ و تدریس اور خدمت اسلام کے لی عملاً وقف کر دیا تھا وہ ایک محنتی وانتھک عالم دین تھے اور با عمل ہستی تھے انہوں نے اپنے معاشرے اور سماج پر گہرے نقوش چھورے۔ انہوں نے خطابت کی دنیا میں نام کمایا۔ وہ مسند تدریس کی زینت تھے اخلاص وللّٰہیت اور خوش مزاجی تو گویا انہیں ورثے میں ملی تھی ان کے قیام لاہور کے زمانے میں ان سے ربط باضابطہ رہا اور ایک ساتھ کے طور پر ہم نے انہیں بہت قریب سے دیکھا۔ وہ مجلسی آدمی تھے مطالعہ ان کا شوق بھی تھا اور مشن بھی تھا۔ طریقت میں وہ گولڑہ شریف سے وابستہ تھے اور اپنے شیخ کی محبت ان کی ہر مجلس اور ہر نشست میں ان کی گفتگو سے چھلکتی تھی۔ وہ اعلیٰ حضرت سید امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت بھی اپنے دل میں جاگزیں رکھتے تھے۔ صوفیا اور صلحاء کے عافانہ کلام انہیں خوب از بر تھے جو اُن کی قلبی کیفیات کا آئنہ دار تھے۔ ہمارے فاضل دوست اور سنی دنیا کے نام قلم کار مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے بہت اچھا کیا کہ ان کے احوال پر ایک مقالہ "ذکر عطا" مرتب کر دیا۔ یہ مختصر ہے حضرت علامہ مولانا عطا محمد چشتی کُنڈوی کی شخصیت اس قابل ہے کہ ان کے احوال و خدمات پر مستقل کتاب منظر عام پر لائی جائے میں ملک صاحب کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب مولانا ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے بہت سارے مفید علمی کام کئے ہیں جو قابلِ رشک اور اہلِ سنت کا عظیم سرمایہ ہیں اس کتاب کی ترتیب و اشاعت پر میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی سعی قبول فرمائے آمین۔

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری گیٹ لاہور

0345 46800270

استاذالعلماء تاج الفقہاء حضرت علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی کُنڈوی رحمۃ اللہ علیہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْماً وَقَالَ الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ فَضَّلَنَا عَلىٰ كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُومِنِيْنَ

(اور بے شک ہم نے داوٗد اور سلیمان (علیہم السلام) کو عظیم علم عطا کیا تھا، اور ان دونوں نے کہا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔(النمل:۵۱)

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی بے شمار نعمتیں اپنے بندوں پر ہیں لیکن حضرت داوٗد و سلیمان علیہم السلام کا خصوصیت کے ساتھ علم کی نعمت کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اللہ کی بارگاہ سے ملنے والی ہر نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں، لیکن عطائے علم کو اللہ کا خصوصی فضل اور خاص انعام گردانتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ امام الانبیاء سرور کائنات اکو اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا تعلیم فرمائی:وَقُلْ رَبِّ زِدْنِىْ عِلْماً(اور کہہ دیجئے،اے میرے رب!میرے علم میں اضافہ فرما)

جملہ علوم و فنون میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل جو علم ہے وہ ہے دین کا علم۔ جس کی اہمیت کو خود معلم انسانیت انے اس انداز میں بیان فرمایا کہ:اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے۔اور یہ امت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور کسی کی مخالفت ان کو نقصان نہیں پہنچاسکے گی حتیٰ کہ قیامت آجائے گی۔(بخاری، مسلم، ابن حبان، مسند احمد، المعجم الکبیر)

اس حدیث مبارکہ کی جامع تشریح ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے کہ:۔

☆اللہ تعالیٰ جسے بھلائی سے نوازے گا،اُسی کو دین کی سمجھ عطا فرمائے گا۔

☆دین کی سمجھ صرف اسے ہی عطا کی جائے گی جو دامنِ مصطفیٰ اسے وابستہ ہو گا۔

☆جو دامنِ مصطفیٰ اسے وابستہ ہو گا،وہی قیامت تک حق پر قائم رہے گا اور کسی کی مخالفت اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اسے ارشاد فرمایا:اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَر(بے شک ہم نے آپ کو کوثر(خیر کثیر)عطا کیا۔الکوثر:۱)

مفسرین کرام بالخصوص امام فخر الدین رازیؒ نے کوثر کی ایک تفسیر یہ بیان فرمائی کہ کوثر سے مراد علم اور علماء کی کثرت ہے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سب سے زیادہ علم اپنے حبیب اکو عطا فرمایا اور تمام انبیاء کی امتوں سے بڑھ کر آپ اکی امت میں حاملینِ علم (یعنی علماء) پیدا فرمائے۔

آقا کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا علم صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ذریعے تابعین عظام تک پہنچا۔ پھر تابعین سے تبع تابعین تک۔ پھر تبع تابعین سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہوتے بطلِ حریت مجاہد تحریک آزادی ۱۸۵۷ء تاجدارِ سلسلہ خیر آبادیہ حضرت امام فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا۔ ان سے استاذالکل علامہ ہدایت اللہ جونپوریؒ(علامہ امجد علی اعظمیؒ مصنف بہار شریعت کے استاد)تک، ان سے امام علم وحکمت علامہ یار محمد بندیالویؒ تک اور ان سے استاذالعرب والعجم امام المناطقہ علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا۔ برصغیر پاک و ہند میں علم کے بہت سارے چشمے اسی منبع علم وحکمت کے فیض سے جاری ہوئے۔ استاذالعرب والعجم علامہ عطاء محمد بندیالویؒ نے علمائے حق کی وہ جماعت تیار فرمائی جس نے نہ صرف برصغیر پاک وہند میں بلکہ پوری دنیا میں ایک علمی انقلاب برپا کر دیا۔

آج بھی جہاں جہاں سے قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دلنواز بلند ہو رہی ہے اور عشقِ رسول ﷺ کے نغمے الاپے جارہے ہیں، تحریر و تقریر اور تدریس میں محبت رسول ﷺ کا درس دیا جارہاہے، یہ سب حضرت بندیالویؒ کا فیضان اور ان کے خلوص ومحنت کا منہ

بولتا ثبوت ہے۔ حضرت بندیالویؒ کے تلامذہ کی تعداد بلاشبہ ہزاروں میں ہے اور آپ کا ہر شاگرد علم و عمل کے میدان کا بلاشبہ شہسوار ہے لیکن آپ کے شاگردوں میں سے جو مقام سرزمین خوشاب سے تعلق رکھنے والے استاذ العلماء علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی کنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوا وہ یقیناً ایک منفرد اور ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔

پیدائش:

شیخ القرآن والحدیث علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ خوشاب کے ایک قدیم گاؤں کنڈ میں 1937ء میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے کنڈوی کہلائے۔ آپ کے والد ماجد میاں غلام محمد ایک سادہ اور درویش منش انسان تھے۔ محنت مزدوری کر کے وقت گزارا کرتے تھے۔ اللہ کریم نے انہیں تین بیٹوں سے نوازا۔ بڑے بیٹے حافظ فتح محمد، منجھلے بیٹے حافظ علی محمد اور تیسرے نمبر پر ہمارے ممدوح (علامہ عطاء محمد) رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کے بڑے بھائیوں نے قرآن کریم حفظ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد والد صاحب کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔

حفظِ قرآن:

جب آپ نے سات سال کی عمر میں استاذ الحفاظ حافظ محمد مصریؒ سے قرآن کریم حفظ کی سعادت حاصل کی تو آپ کے دل میں علم دین حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ والد صاحب سے عرض کی تو انہوں نے اپنی معاشی مجبوریوں کے سبب معذوری ظاہر کی مگر آپ کا شوق برابر بڑھتا رہا تو آپ حصولِ علم کی خاطر گھر سے نکل پڑے۔

درسِ نظامی:

فارسی کی ابتدائی کتب چیچہڑ شریف (ضلع خوشاب) میں بڑے استاد جی علامہ سلطان اعظم رحمۃ اللہ علیہ (حضرت بندیالویؒ کے استاد) سے پڑھیں۔ پھر بھکھی شریف چلے گئے اور حافظ الحدیث علامہ سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے صرف کی کتب قانونچہ کھیوالی، صرف بھتر ال، مراح الارواح پڑھیں۔ کچھ عرصہ حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھا۔ پھر قسمت نے یاوری کی اور بندیال شریف میں استاذ العرب والعجم مولانا ملک عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ علامہ بندیالویؒ کی خدمت میں تقریباً چھ سال رہے اور موقوف علیہ تک کتب کی تکمیل کی۔ اس دوران فقیہہ العصر علامہ عبد الحق بندیالوی مدظلہ العالی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب تک علامہ بندیالویؒ کے قدموں میں نہیں آیا، منزل سے دور رہا۔ آج جو کچھ بھی ہوں یہ سب انہی کا فیض ہے۔ استاذ العلماءؒ نے فقیہہ العصر مدظلہ العالی کے حکم پر دو سال جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دیے۔

دورۂ حدیث:

مروجہ کتب کی تکمیل کے بعد آپ دورۂ حدیث کے لیے فیصل آباد تشریف لے گئے اور شیخ المحدثین شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ 1968 میں سند فراغ حاصل کرنے کے بعد واپس تشریف لائے اور درس و تدریس شروع کر دی۔

منڈی بورے والہ میں تدریس:

تقریباً دو سال تک جامعہ احیاء العلوم منڈی بورے والا میں تدریس کی۔ بورے والا تدریس کی یادیں تازہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ میری زندگی کی وہ حسین رات تھی جب حضور شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سفر منڈی بورے والا رکے۔ گاڑی کی لائٹس خراب ہونے کیوجہ سے آپ نے مدرسے میں قیام فرمایا۔ میرا کمرہ چونکہ مین گیٹ کے قریب تھا اور مَیں اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھ کر مطالعہ میں مصروف تھا کہ حضرت شیخ الاسلام کا خادم آیا اور مجھے آپ کے متعلق بتایا کہ آپؒ مدرسہ میں رات بسر فرمانا چاہتے ہیں۔ میں فرطِ عقیدت سے جھوم اٹھا اور آپ کو لینے کے لیے آپ کے خادم کے ساتھ باہر نکل آیا۔ آپؒ پٹرول پمپ پر کھڑی اپنی گاڑی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے قدم بوسی کی اور آپ کو ساتھ لے کر مدرسہ آیا۔ آپ نے میرے کمرے میں رات بسر فرمائی۔ میرے ہاتھ سے بنی چائے نوش فرمائی۔

رات گئے تک آپ سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ آپ نے پوچھا: مولانا! آپ یہاں کون کونسے اسباق پڑھا رہے ہیں؟ میں نے عرض کی حضور! مطول، حسامی، حمد اللہ، میر زاہد، ملا جلال، ملا عبد الغفور کے اسباق پڑھا رہا ہوں۔ یہ سن کر آپ اتنے خوش ہوئے کہ فرمایا: اگلے سال آپ یہی خدمات ہمارے مدرسہ ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں انجام دیں تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔ میں نے عرض کیا: حضور! وقت ساز گار ہوا تو یہ خدمت میرے لیے انتہائی سعادت ہو گی۔ صبح آپ ناشتہ کے بعد دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے اور جاتے وقت مدرسہ میں رکھے تاثراتی رجسٹر میں بزبانِ عربی اپنے ایک رات کے قیام کی روئداد تحریر فرمائی۔

جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس:

منڈی بورے والا میں تدریس کے دوران لاہور جامعہ نعیمیہ جانے کا اتفاق ہوا اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے جامعہ نعیمیہ میں تدریس کی پیش کش کی جسے استاذ العلماءؒ نے اس شرط پر قبول فرمایا کہ تعلیمی سال مکمل ہونے کے بعد آپ کے پاس آجاؤں گا تاکہ طلباء کی پڑھائی کا حرج نہ ہو۔ چنانچہ 1970ء کے شروع میں استاذ العلماءؒ جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لے گئے اور بطور صدر مدرس جامعہ نعیمیہ میں تدریس شروع کر دی۔ جامعہ نعیمیہ میں تدریس کی یادیں کچھ اس طرح بیان کرتے تھے کہ مفتی محمد حسین نعیمیؒ کا معمول تھا کہ جب اساتذہ اپنی اپنی کلاسوں کو پڑھا رہے ہوتے تو مفتی صاحب کمر پر ہاتھ باندھے آس پاس گھومتے رہتے۔ اور کبھی کبھی چپکے چپکے طلباء کے ساتھ بیٹھ کر سبق سماعت کرتے۔ بعض اوقات طلباء کو سبق کے حوالے سے سوالات لکھواتے کہ کل سبق پڑھتے وقت استاد محترم سے یہ سوال پوچھنا۔ اگر کسی استاد کے پڑھانے میں کوئی کمی بیشی ہوتی تو چھٹی کے بعد اُسے اپنے دفتر میں بلا کر اس کی اصلاح فرماتے۔ بد قسمتی سے آج کل مدارس کے ناظمین کے پاس اتنی فرصت بھی نہیں ہوتی کہ وہ اساتذہ اور طلبہ کے مسائل سن سکیں اور حل کر سکیں) جب مَیں نیا نیا وہاں مدرس مقرر ہوا تو مفتی صاحب حسبِ عادت گھومتے رہتے اور کبھی پاس بیٹھ کر طرزِ تدریس سماعت کرتے، کچھ دنوں کے بعد مفتی صاحب نے میری کلاس میں آنا چھوڑ دیا، میں نے پوچھا تو فرمانے لگے کہ میں آپ کے اندازِ تدریس سے مطمئن ہوں اس لیے میں آپ کو چیک کرنے کلاس میں نہیں آتا۔ اللہ آپ کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

مفتی محمد حسین نعیمیؒ کے ہونہار صاحبزادے شہید پاکستان علامہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ (جو 12 جون 2009ء کو خود کش دھماکے میں شہید ہوئے) نے تقریباً تین سال تک حضرت استاذ العلماءؒ سے پڑھا۔ ڈاکٹر صاحبؒ اس بات کا اکثر اظہار فرمایا

کرتے تھے کہ میں حضرت علامہ عطاء محمد کنڈوی کا شاگرد ہوں۔ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں استاذالعلماءؒ جب بھی جامعہ نعیمیہ تشریف لے جاتے ڈاکٹر صاحب اپنے استادِ محترم کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے۔

خوشاب میں آمد:

جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس کے دوران جب کبھی استاذالعلماءؒ خوشاب تشریف لاتے تو اپنے استادِ محترم مولانا بندیالویؒ کی قدم بوسی کے لیے ان کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے۔جب بھی ملاقات ہوتی تو علامہ بندیالویؒ فرماتے: بیٹا! خوشاب آجاؤ، یہاں تمہاری بہت ضرورت ہے، اپنے علاقے میں دین کی خدمت کرو۔ چنانچہ استادِ محترم کے حکم کی پاسداری کرتے ہوئے آپ نے بالآخر جامعہ نعیمیہ لاہور سے استعفیٰ دیدیا اور مستقل خوشاب آگئے۔

جامعہ رضویہ شمس العلوم کا سنگ بنیاد:

دسمبر 1973ء میں آپ نے خوشاب کی سرزمین پر جامعہ رضویہ شمس العلوم کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی۔ جس کا افتتاح استاذالعرب والعجم علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بنفسِ نفیس تشریف لاکر فرمایا۔ اِس مبارک کام کے لیے آپ نے محلہ رونق پورہ میں ڈیڑھ کنال کا پلاٹ خریدا اور مسجد و مدرسہ کی بنیاد رکھی۔وہ جگہ جہاں الو بولتے تھے اب وہاں سے قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

اوقاف میں ملازمت:

اسی سال (1973ء) میں ہی آپؒ محکمہ اوقاف میں ملازم ہوگئے اور بطور امام خطیب کام شروع کردیا۔ ابتداً آپ کی ڈیوٹی جامع مسجد توکلیہ رضویہ خوشاب میں لگی۔ پھر تقریباً عرصہ دس سال تک جامع مسجد غوثیہ پر انالاری اڈا خوشاب میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ پھر آپ کا تبادلہ جامع مسجد حامد علی شاہ کمپنی باغ سرگودھا میں ہوا، جہاں آپ نے دوسال اپنے فرائض سرانجام دیے۔ بعد میں آپ کی تعیناتی جامع مسجد دربار بادشاہاں خوشاب میں ہوئی۔ اسی طرح بھلوال اور مظفرگڑھ بھی تعینات رہے لیکن اپنی ملازمت کا بیشتر حصہ آپ نے خوشاب میں گزارا۔ حتیٰ کہ یکم جون 2006 کو بحیثیت ڈسٹرکٹ خطیب ریٹائر ہوئے۔
اوقاف کی ملازمت کی وجہ آپ یہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب مَیں نے مدرسے کی بنیاد رکھی تو میں نے اپنے دل سے یہ عہد کیا کہ گھر کے اخراجات مدرسہ کے بجائے اپنی ملازمت سے پورے کروں گا اور مدرسے میں فی سبیل اللہ دین کی خدمت سرانجام دونگا۔

خوشاب اور گردونواح میں دینی خدمات:

اللہ کریم نے آپ کو کئی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بیک وقت جید عالم دین، محنتی مدرس، مستند مفتی، شعلہ بیان مقرر اور مسلک اہل سنت کے عظیم رہنما تھے۔ایک بندے میں اتنی خوبیوں کا پایا جانا یقیناً قدرت کا عظیم کرشمہ تھا۔علمی حوالے سے آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ خوشاب میں آپ کے آنے سے پہلے دوسرے مسالک کے لوگوں کا زور تھا، جو ہر وقت اہل سنت کی سادہ لوح عوام کو تنگ کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مخالفین لاؤڈ سپیکر پر درسِ قرآن کے نام پہ اہل سنت کے معمولات (میلاد، فاتحہ، قل خوانی، چالیسواں، ایصال ثواب وغیرہ) کو نشانہ بناتے تھے۔ان نامساعد حالات میں اِس مردِ قلندر نے اہل سنت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ اپنے شاگردوں کو اُن کے جلسے اور دروسِ قرآن سننے بھیجتے اور ان کے سیاق و سباق سے ہٹ کر پیش کیے

جانیوالے جملہ حوالے نوٹ کرنے کا حکم دیتے۔پھر جمعہ شریف کے اجتماع میں اُن کی ایک ایک بات کا قرآن وحدیث سے مدلل جواب دیکر اہل سنت کی رہنمائی فرماتے۔

استاذالعلماءؒ کی مسلکی خدمات:

استاذالعلماءؒ نے خوشاب شہر میں مسلکی خدمات کے حوالے سے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے اُن میں سرفہرست عید میلادالنبی ﷺ کے جلوس کا موجودہ منظم طریقے سے نکلنا، کئی مساجد کا دوسرے مکتبہ فکر(قبضہ گروپ) سے واگزار کرانا اور لوگوں میں مسلکِ حق اہل سنت وجماعت کی تقریر و تحریر سے اشاعت ناقابل فراموش کارنامے ہیں۔ 1974ء میں جب آپ نے جامع مسجد توکلیہ رضویہ سے میلادالنبی ﷺ کا پہلا باضابطہ جلوس نکالا تو اس میں گنتی کے چند لوگ شامل تھے،اس پر منکرین نے تمسخر اڑایا اور پنجابی زبان میں بھپتی کسی کہ اِس کو جھے رووَن نالُوں چُپ چنگی۔

جواباًاستاذالعلماءؒ نے ارشاد فرمایا کہ:عنقریب وہ وقت آئے گا جب غلامانِ مصطفٰے ﷺ ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں اس جلوس میں شامل ہوں گے۔(استاذالعلماءؒ کی زبان سے نکلنے والے یہ الفاظ گویا تقدیر الٰہی کی قلم کے ترجمان بن گئے۔آج شہر خوشاب میں عید میلادالنبی ﷺ کے جلوس کے شرکاء کی تعداد بلاشبہ لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔اور ہر آنے والا سال قرآن کریم میں آقا کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کے ساتھ کیے وعدے کی تصدیق بن کر سامنے آرہاہے۔وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ(اور بے شک ہر آنے والی ساعت آپ کے لیے پچھلی ساعت سے بہتر ہے)

تحریک نظامِ مصطفٰے ﷺ 1977ء:

1977ء میں نفاذِ نظامِ مصطفٰے ﷺ کے لیے پاکستان قومی اتحاد کے پلیٹ فارم سے جو ملک گیر تحریک چلائی گئی، استاذالعلماءؒ نے اُس میں ضلع خوشاب کی سطح پر عظیم قائدانہ کردار ادا کیا۔بلکہ اُسوقت جن لوگوں نے آپ کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیاوہ کہتے ہیں کہ جب تک علامہ عطاء محمد چشتیؒ خطاب نہ فرماتے کوئی بندہ گرفتاری نہ دیتا۔اس وقت آپ کو تمام مسالک کی طرف سے متفقہ لیڈر چناگیا۔آپ نے خوشاب میں جمعیت علمائے پاکستان کی بنیادرکھی اور سُنی عوام کو جمعیت کے پرچم تلے متحد کیا۔آپ ہی کی دعوت پر امام انقلاب قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد تحریک پاکستان علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ خوشاب تشریف لائے۔دونوں رہنماؤں کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔استاذالعلماءؒ نے خوشاب کے مشہورومعروف چوک کٹھ چوک میں دونوں رہنماؤں کو جمعیت علمائے پاکستان خوشاب کے متعلق بریفنگ دی اور استقبالیہ دیا۔دونوں بزرگ ہستیوں نے آپ کے مجاہدانہ کردار کو سراہااور دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے۔

فن خطابت:

اللہ کریم نے استاذالعلماءؒ کو علم کے ساتھ ساتھ فن خطابت اور مترنم آواز سے بھی نوازا تھا۔ملک بھر میں لوگ آپ کو تقریر کے لیے مدعو کرتے۔وہ مردِ قلندر جہاں بھی جاتا کئی کئی گھنٹے سامعین کو مسحور کردیتا آپ کی تقریر گلہائے رنگارنگ کا سجاسجایاگلدستہ ہوتی تھی۔جس میں آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ، علمی نکات، تفسیری مباحث، علمائے سلف کی عبارات اور فاضل بریلیؒ، تاجدارِ گولڑہؒ اور شاعر مشرقؒ کے اشعار اور عارفانہ کلام کا ہمیشہ موقع محل کی مناسبت سے استعمال ہوتا تھا۔

علامہ اقبالؒ کا یہ شعر اکثر تقریر کی ابتداء میں ترنم سے پڑھتے:

دردل مسلم مقام مصطفیٰ است ، آبروئے ما زنام مصطفیٰ است

کبھی یہ شعر ترنم سے پڑھتے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ، اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلویؒ کے اشعار ترنم کے ساتھ جب پڑھتے تو مجمع پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں ، یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں ، وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

استاذالعلماءؒ جب میدانِ حشر میں سرکارِ دوعالم ﷺ پر اللہ کی خاص عنایات کا ذکر فرماتے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلیؒ کا یہ شعر ترنم سے پڑھتے اور سماں باندھ دیتے:

یک زباں گویندنے اے کریم ، کس عدیلش نیست باللہ العظیم

بیعت:

استاذالعلماءؒ نے تقریباً سترہ سال کی عمر میں تاجدارِ گولڑہ کے فرزندیگانہ حضرت پیر سید غلام محی الدین المعروف بابوجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت کی۔ آپ کو اپنے مرشد کریم اور ان کے خانوادۂ عالیہ سے بے پناہ محبت تھی۔ حضور تاجدارِ گولڑہؒ کا ذکر ہمیشہ چشم پرنم کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔

بالخصوص وادی حرا میں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر جب بھی فرماتے خود بھی روتے اور سامعین کو بھی رلاتے تھے۔ وادی حرا میں جب حضور قبلہ عالمؒ سے عشاء کی سنتیں قضا ہوئیں تو خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ سرکار ﷺ نے پیر مہر علی شاہؒ کو مخاطب کرکے فرمایا: لاینبغی لاھل بیتی ان یترک سنتی (میری اہل بیت کو نہیں چاہیے کہ میری سنتیں چھوڑیں) حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اگر کوئی سید کہتا تو میرا دل ڈر جاتا کہ پتہ نہیں میں سید ہوں بھی سہی یا نہیں۔ لیکن جب تاجدارِ کائنات ﷺ نے خواب میں زیارت کروائی اور مجھے اپنی اہل بیت فرمایا تو میرا دل مطمئن ہو گیا۔

مرشدِ کریم کی شفقت:

جس طرح استاذالعلماءؒ کو اپنے مرشد خانہ سے محبت تھی، اسی طرح آپ کے مرشد کریم حضور بابوجی سرکارؒ آپ سے انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ ایک دن استاذالعلماءؒ رات کے وقت گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ دربار شریف پر حاضری دینے کے بعد رات وہیں بسر کی۔ صبح لنگر شریف سے ناشتہ کرنے کے بعد حضور بابوجیؒ کی بیٹھک پر جا پہنچے تاکہ زیارت کر سکیں۔ قبلہ بابوجیؒ جس کمرے میں تشریف فرما تھے اس کا دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ استاذالعلماءؒ نے جھانکا تو قبلہ بابوجی ناشتہ کر رہے تھے۔

استاذالعلماءؒ باہر بیٹھ انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد قبلہ بابوجیؒ کا خادم آیا اور کہنے لگا مولانا! آپ کو بابوجیؒ یاد فرما رہے ہیں۔ استاذالعلماءؒ جب اندر گئے تو قبلہ بابوجیؒ نے اپنا پسِ خوردہ آپ کو عطا فرمایا۔ پھر فرمانے لگے: مولانا آپ پریشان نہ ہوں اللہ کریم آپ کی جملہ مشکلات حل فرمائے گا۔

فتویٰ نویسی:

استاذالعلماءؒ ضلع خوشاب کے اور گردونواح کے لوگوں کو دینی رہنمائی فراہم کرتے تھے۔ آپ کو فقہ پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ نے مختلف مسائل پر ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ جات تحریر فرمائے۔ آپ کا معمول تھا کہ جو بھی مسئلہ درپیش آتا اس کی مکمل چھان بین کرتے پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا حل تحریر فرماتے۔ خوشاب و گردونواح کے علمائے کرام بھی فتویٰ کے لیے آپ سے رجوع کرتے تھے۔

استاذالعلماءؒ کے معاصرین:

شارح بخاری و مسلم علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ، اشرف العلماء علامہ محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ (لاہور، حضرت علامہ غلام محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ پیر محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ فضل حق بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ فضل سبحانؒ، استاذالعلماء علامہ غلام نبی صاحب (گکھڑ منڈی) علامہ سید غلام حبیب شاہؒ (چھچھڑ شریف)، علامہ پیر میاں علی اکبرؒ (بالا شریف) استاذالعلماء علامہ عطاء محمد متین صاحب (پکہ گھنجیرہ) علامہ مقصود احمد قادری سابق خطیب داتادربار لاہور، علامہ علی احمد سندھیلوی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور) پیر سید باقر علی شاہ (کوٹ گلہ شریف) جیسی نابغہ روزگار ہستیاں شامل ہیں۔

آپ کے تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ چند نام ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:۔

آپ کے دونوں صاحبزادگان (حضرت علامہ قاری محبوب الحسنین چشتی، حضرت علامہ قاری داؤدالرحمٰن ضیاء)، شہید پاکستان ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)، استاذالعلماء علامہ فضل احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ (راولپنڈی)، استاذالقراء قاری محمد یوسف سیالوی صاحب (جہلم)، قاری ارشاد احمد چشتی صاحب (لاہور) قاضی محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)، پروفیسر سمیع اللہ خان (انچارج شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی)، حضرت مولانا پیر محمد شریف قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)، استاذالقراء مولانا قاری محمد اسماعیل سلطانی رحمۃ اللہ علیہ (سرگودھا)، حضرت مولانا اللہ دین سیالوی (سرگودھا)، حضرت مولانا جان محمد مصطفائی (مٹھہ ٹوانہ)، حضرت مولانا دلدار حسین رضوی (خوشاب)، حضرت مولانا امتیاز حسین چشتی (خوشاب)، حضرت مولانا پیر امجد عزیز شاہ (بدلی والا خوشاب)، حضرت مولانا ممتاز علی چشتی (مٹھہ ٹوانہ)، حضرت مولانا گل محمد نوری (اوکھلی موہلہ) حضرت مولانا محمد اکرم چشتی (جھگیاں صابووال) وغیرہ شامل ہیں۔ عوام الناس اور علماء میں آپ کو استاذالعلماء کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

جماعت اہل سنت کی سرپرستی:

استاذالعلماءؒ تاحیات جماعت اہل سنت خوشاب کی سرپرستی فرماتے رہے لیکن جماعتی سطح پر کوئی عہدہ قبول نہیں فرمایا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اہل سنت کا ادنی خادم ہوں، مسلکی خدمات کے لیے دل و جاں سے حاضر ہوں لیکن کاغذی شیر نہیں بن سکتا۔

حاضری حرمین شریفین:

استاذالعلماءؒ نے 1980ء میں اپنے مرشدِ کریم کے شہزادوں لالہ جی صاحبان (گولڑہ شریف) کی معیت میں حج کی سعادت حاصل

کی۔1996ء میں دوبارہ عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔

استاذ العلماء کی گھریلو زندگی:

استاذ العلماءؒ کی شادی 17 مئی 1971ء کو ہوئی۔ اللہ کریم نے آپ کو متعدد بیٹے اور بیٹیاں عطا فرمائیں۔ بڑے صاحبزادے علامہ حکیم قاری محمد محبوب الحسنین کے بعد دو اور صاحبزادے عطا فرمائے لیکن جو بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ اُن کی وفات کے بعد آپ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اللہ مجھے ایک اور بیٹے سے نوازے۔

تقریباً پندرہ سال کے بعد ایک رات آپ کو خواب میں شمس الملت والدین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور سیب کی چار قاشیں عطا فرمائیں۔ دو آپ نے کھالیں اور دو جیب میں رکھ لیں۔ صبح جب بیدار ہوئے تو گھر والوں سے فرمانے لگے اللہ کریم ہمیں ضرور دوسرا بیٹا عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اسی سال اللہ نے آپ کو فرزند عطا فرمایا، جس کا نام آپ نے محمد داؤد الرحمن رکھا۔

آپ کے دونوں صاحبزادے مکمل عالم دین ہیں، دونوں بھائیوں نے الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کیے، دونوں بھائی حافظ اور قاری بھی ہیں اور ہر سال رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن کریم سنانے کی سعادت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں اور اب اپنے والد ماجد کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اللہ کریم ان کی توفیقات میں برکتیں اور باہمی پیار نصیب فرمائے۔

استاذ العلماءؒ کا حلیہ مبارک:

گندمی رنگ، درمیانہ قد، بارعب جلالی چہرہ، چمکدار آنکھیں، کانوں کی لو تک گھنگریالی زلفیں، سر پر سفید دستار، سفید قمیض اور سفید تہہ بند۔ الغرض مقناطیسی شخصیت کے مالک تھے۔ جمعہ کے روز جب خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے گھر سے تیار ہو کر روانہ ہوتے تو حضور بابوجیؒ کا سراپا ذہن میں آجاتا۔

دنیا سے جانے کی تیاری:

موت کو کثرت سے یاد فرماتے۔ استاذ العلماءؒ نے وصال سے ایک سال قبل جانے کی تیاری شروع فرمادی۔ حتیٰ کہ ۱۴۳۰ھ (بمطابق 2009) کا رمضان آیا تو نماز تراویح کے بعد اپنے معمول کے درس قرآن میں یہ بات اکثر ارشاد فرماتے شاید یہ میری زندگی کا آخری رمضان ہے۔ پھر ربیع الاول کا مہینہ آیا، 12 ربیع الاول ۱۴۳۱ھ کو تھانہ چوک خوشاب میں میلاد النبی ﷺ کے جلوس سے خطاب فرماتے ہوئے یہی بات کہی کہ شاید اگلے سال میری اور آپ کی ملاقات نہ ہو۔ پورے ماہ ربیع الاول میں جس نے بھی تقریر کی دعوت دی، خرابی صحت کے باوجود تشریف لے گئے اور وہاں یہی بات ارشاد فرمائی کہ میری صحت خراب ہے لیکن یہ سوچ کر چلا آیا ہوں کہ زندگی دوبارہ میلاد شریف کے مہینے میں سرکارِ دوعالم ﷺ کے ذکر کا موقع دے یا نہ دے۔

خدمتِ دین کا جذبہ:

اللہ کریم نے استاذ العلماءؒ کو تقریباً 43 سال اپنے دینِ مبین کی خدمت کی سعادت عطا فرمائی۔ خوشاب میں تقریباً 38 سال تک اپنے ادارے میں قرآن و حدیث و فقہ کی تعلیم دیتے رہے۔ قرآن کریم کی تعلیم سے بہت زیادہ شغف تھا۔ یسرنا القرآن سے لیکر بخاری

شریف تک خود پڑھایا لیکن کبھی غرور نہیں کیا کہ مَیں استادِ دین کا کام کر رہا ہوں بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ میری آرزو ہے کہ جب مَروں تو اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہوئے مَروں۔ تاکہ جب سرکارِ دوعالم ﷺ کے سامنے حاضری ہو تو عرض کروں یارسول اللہ! اور تو کچھ پلے نہیں بس اتنا ضرور ہے کہ پوری زندگی آپ کے اس فرمان پر عمل کی کوشش کرتا رہا خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور لوگوں کو سکھائے) سبحان اللہ!

وصال مبارک:

استاذالعلماءؒ کی صحت شوگر کی وجہ سے کافی گرتی جارہی تھی۔ 27جون 2010 کو طبیعت بہت زیادہ خراب ہوئی۔ ہسپتال ایڈمٹ ہوئے چار دن بعد کچھ طبیعت سنبھلی۔

گیارہ دن افاقہ رہا لیکن 15 جولائی بروز جمعرات طبیعت دوبارہ خراب ہوئی اور پھر سنبھل نہ سکی آخر 17 جولائی2010 بروز ہفتہ بمطابق 4 شعبان المعظم 1431ھ کو راولپنڈی کے ڈسٹرکٹ ہاسپٹل میں کلمہ شریف اور سورۃ یٰسین کا ورد کرتے ہوئے آقا کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا یہ غلام اپنے آقا کے مہینے (شعبان شہری) میں اپنے رب کے بلاوے پر اس کے حریم میں حاضر ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آہ! علم و حکمت کا سورج غروب ہو گیا۔

جنازہ و تدفین:

استاذالعلماءؒ کے وصال کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیلی اور ملک بھر سے آپ کے تلامذہ اور عقیدت مند آنا شروع ہو گئے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ جنازہ ہفتہ کو رات کے بجائے اتوار کے دن 10 بجے رکھا جائے۔ چنانچہ 5 شعبان المعظم 1431ھ بروز اتوار آپ کی نماز جنازہ دربار عالیہ حضرت سید معروف شاہؒ کے گراونڈ میں ادا کی گئی۔

بجلی کی بندش کیوجہ سے اعلانات نہ ہونے اور سخت گرمی کے باوجود ہزاروں لوگ آپ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ بلاشبہ یہ خوشاب شہر کا تاریخی جنازہ تھا۔

جنازہ کی امامت حضرت صاحبزادہ پروفیسر پیر محبوب حسین چشتی (بیر بل شریف) نے کی۔

پھر جنازہ آپ کے قائم کردہ ادارے جامعہ رضویہ شمس العلوم میں لایا گیا۔ جہاں آپ کی وصیت کے مطابق مدرسہ کی مسجد کے صحن کے باہر آپ کی قبر مبارک کھودی گئی تھی، جہاں درجنوں علماء اور سینکڑوں عوامِ اہل سنت نے آہوں اور سسکیوں کے درمیان آپ کو لحد میں اتارا۔

عرس مبارک:

ہر سال شعبان المعظم کی 4 تاریخ کو آپ کا عرس مبارک آپ کے صاحبزادگان کی سرپرستی میں آپکے قائم کردہ ادارے جامعہ رضویہ شمس العلوم محلہ رونق پورہ خوشاب میں انتہائی محبت و عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ملک کے طول و عرض سے آپ کے تلامذہ و عقیدت مند شریک ہو کر اپنے استادِ محترم کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ عرس مبارک کی محفل کی صدارت ہمیشہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے حضرات پیر صاحبان فرماتے ہیں جو کہ استاذالعلماءؒ سے ان کی شفقت و محبت کا بین ثبوت ہے۔

خدا را رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

تھا جن کے دم سے سنت اسلاف کو فروغ ، تھی جن کے دم سے عظمت انسان چلے گئے

دھندلا گئے فقرو تصوف کے شب وروز ، فکر و نظر کے نیر تاباں چلے گئے
وہ جن کی تربیت نے دیا جذبہ جنون ، جن سے ملا تصور جاناں ﷺ چلے گئے
وہ اپنے بعد چھوڑ گئے ہیں شب الم ، جو لے کے ساتھ صبح درخشاں چلے گئے
اب ہم ہیں اور کمال خزاں کاطویل دور ، جان بہار و جانِ گلستاں چلے گئے

پیر طریقت حضرت علامہ پیر محمد اسماعیل الحسنی صاحب (سجادہ نشین شاہوالہ شریف ضلع خوشاب) جو کہ آپ کے استاد بھائی بھی ہیں، نے آپ کی خدمات کو اس انداز میں منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا:۔

وہ کاروانِ علم کا رہبر و امیر تھا ، ترجمانِ دین تھا وہ حق کا اِک سفیر تھا
بہارِ گلشنِ بیاں ، وقارِ منبرِ نبی ﷺ ، خطیبِ دل پذیر تھا ، مقررِ شہیر تھا
خدا نے دی تھی دسترس اُسے فنونِ درس پر ، وہ مختلف علوم کا ، معلّمِ کبیر تھا
نہ مال و زر کی تھی طلب، نہ شہرتوں سے غرض تھی ، وہ پیکرِ خلوص تھا ، وفا میں بے نظیر تھا
ھو الرفیق والصدیق والئیق ، بالعطا ھو الکریم والحلیم کالحریر باصفا
زمرکزِ علومِ دین ، بندیال فیض یاب ، بزود رفت از جہان سوئے خلد عبیر تھا
نہ خوفِ شاہ و مِیر تھا ، نڈر تھا باضمیر تھا ، وہ مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس کا فقیر تھا